OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com

سورۃالنور کے مضامین کا تحقیقی جائزہ

Main themes of Surah An-Nur: A research review

Dr. Hafiz Ghulam Anwar Panhwar Al-Azhari
Assistant Professor, Institute of Islamic Studies, Shah Abdul Latif University Khairpur Sindh Pakistan.
Email: anwaralazhari@gmail.com

Dr. Nighat Akram
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Poonch Rawalakot.
Email: nighatakram@upr.edu.pk

Received on: 12-07-2024 Accepted on: 13-08-2024

Abstract

The main theme of Surah An-Nur is to provide the necessary instructions and commands to prevent indecency and obscenity in society and to promote chastity and purity. One of the important characteristics of the believers described at the beginning of the previous Surah was that they protect their private parts, that is, they live a chaste life. Now, this Surah describes the requirements for living a chaste life. Thus, at the very beginning of the Surah, the Sharia punishment for adultery is defined. At the same time, it is stated that just as adultery is a very heinous crime, accusing an innocent person of adultery without Sharia evidence is not only a grave sin; Rather, a severe legal punishment has been prescribed for her as well. The prevailing opinion is that this Surah was revealed in the sixth year after the Hijrah. In that year, the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) received information about an Arab tribe, Banu al-Mustaliq, that they were gathering an army to attack him. He advanced before their attack and thwarted their plans. On his return from the same trip, the hypocrites made a baseless accusation against Hazrat Aisha (may Allah be pleased with her) and gave her great fame in Medina. This Surah was revealed to declare the innocence of Hazrat Aisha (may Allah be pleased with her), and the people who had committed the heinous crime of making accusations, and severe punishment was given to them and to those who spread nudity and obscenity in society. As a first step to protect chastity and innocence, the same Surah also gives orders to women to wear veils and explains the necessary manners and rules for visiting other people's homes. Also, the manners of attending the presence of the Holy Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) have been described.

Keywords: Al-Nur, crime, chastity, innocence, manners.

موضوع تحقیق کا تعارف:

سورۃالنور مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے۔اس میں ۹ رکوع اور ۶۴ آیتیں ہیں۔اس سورت کے پانچویں رکوع کی پہلی آیت " اللّٰہُ نُورُ السّمٰوٰتِ والارضِ "کی مناسبت سے اسے سورہ نور کہا جاتا ہے۔یہ سورت ہجرت کے چھٹے سال نازل ہوئی۔عرب غیور اور خوددار ہونے

کے باوجود اخلاقی بے راہ روی میں اس حد تک آگے بڑھ چکے تھے کہ بدکاری اور بے حیائی ان کے نزدیک عیب نہیں سمجھا جاتا تھا، خاندانی دشمنی کی بناپر شاعر مجمع عام میں اپنی محبوبہ اور مخالف گروہ کی بہو، بیٹیوں پر تہمتیں لگاتے اور سننے والے ان سے لطف اندوز ہوتے، مکہ کی نسبت مدینہ کے لوگ پڑھے لکھے اور ترقی یافتہ تھے، مگر ان کی اخلاقی گراوٹ کا عالم یہ تھا کہ مدینہ میں باقاعدہ قحبہ خانے تھے۔ فاحشہ عورتوں نے ان کی مشہوری کے لیے چھتوں پر جھنڈے لہرا رکھے تھے، تاکہ برائی کے متلاشی لوگوں کو ان تک پہنچنے میں کوئی دقّت پیش نہ آئے، معاشرتی آداب اس قدر پامال ہو چکے تھے کہ ایک دوسرے کے گھروں میں بلا اجازت آنا، جانا بالخصوص مذہبی پوپ اور بڑے لوگ اپنا حق سمجھتے تھے، اس کا سبب تھا کہ اگر بڑے خاندان کا آدمی زنا یا کوئی جرم کرتا تو اس پر کوئی قانون لاگو نہیں ہوتا تھا، غریب یا کمزور خاندان کا آدمی جرم کرتا تو اس پر حد نافذ کی جاتی تھی۔ اخلاقی بے راہ روی اور ہر قسم کی بے حیائی ختم کرنے کے لیے یہ سورۃ مبارک نازل کی گئی۔ جس میں سوچ کی پاکیزگی اور کردار کی پختگی کے اصول بتلانے کے ساتھ ساتھ چوری، بدکاری اور تہمت کی سزا مقرر کی گئی ہے اور اس کے نفاذ پر کسی قسم کی نرمی روا رکھنے کو ایمان کی کمزوری قرار دیا گیا ہے۔ اس طرح چادر اور چار دیواری کے تحفظ کو یقینی بنایا گیا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جونہی مسلمان مرد وزن نے اس سورۃ کی تعلیمات پر عمل کیا۔ معاشرہ امن وامان اور شرم وحیا کا گہوارہ ثابت ہوا۔ کیونکہ صدیوں سے جاری معاشرتی رسومات اور اطوار کا بدلنا انتہائی مشکل ہوا کرتا ہے اس لیے اس سورۃ اور اس کے احکام کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ اس سورۃ کو ہم نے نازل کیا ہم نے اس کے احکام کی تعمیل کو لازم قرار دیا اور ہم ہی نے اس کے ارشادات کو کھول کھول کر بیان کیا تاکہ تم انہیں یاد رکھو۔ لہٰذا غیر شادی شدہ زانی اور زانیہ کے لیے اسّی اسّی کوڑے ہیں۔ کوڑے مارتے ہوئے کسی قسم کی نرمی نہیں ہونا چاہیے اور اس وقت مومنوں میں کچھ لوگوں کا موجود ہونا بھی ضروری ہے۔ اب کے بعد زانی عورت کا نکاح زانی مرد کے ساتھ ہوگا، مشرکہ، مشرک کے ساتھ، بدکار عورت کا بدکار مرد سے اور مشرک کا نکاح مشرکہ کے ساتھ ہی ہو سکتا ہے۔ باکردار مسلمان مردوں پر یہ رشتے حرام ہیں۔ جو لوگ صالح کردار عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں انہیں اسّی دڑے مارے جائیں اور آئندہ کے لیے ان کی شہادت قبول نہ ہوگی، ان حدود کے بیان کرنے کے بعد اس سورۃ کے شان نزول کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت عائشہ صدیقہ (رض) کے سچے کردار کی گواہی دی گئی ہے۔ اور مومنوں کو سمجھایا ہے کہ کسی صالح کردار مرد وزن پر تہمت لگے تو اس کے پاکیزہ ماضی کو سامنے رکھتے ہوئے اس تہمت کی فوراً تردید کر دینی چاہیے، کیونکہ صالح انسان کا ماضی بہت حد تک اس کے مستقبل کی ضمانت ہوتا ہے، پھر ایک دوسرے کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینا اور گھر والوں کو سلام کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اس تعلیم کے ساتھ ہی مومن مرد اور مومن خواتین کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچے رکھا کریں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں، اس حکم کے ساتھ ان رشتوں کا ذکر کیا گیا ہے جن سے پردہ کرنا عورت کے لیے ضروری نہیں۔ سورۃ کے پانچویں رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو زمین و آسمانوں کا نور قرار دیا ہے پھر اپنے نور کو ایک مثال کے ذریعے سمجھایا، جس میں یہ اشارہ موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور ارشادات نور کی حیثیت رکھتے ہیں جس سے معاشرے کی ہر قسم کی تاریکیاں دور ہوتی ہیں جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ہدایت کی روشنی میں نہیں آتے ان کی مثال ایسے شخص کی ہے جو گھٹاٹوپ اندھیروں میں پھنسا ہوا ہے۔ وہ ان سے نکلنا چاہتا ہے لیکن نکل نہیں

سکتا، جس کے لیے اللہ تعالیٰ روشنی نہ کرے وہ کہیں سے روشنی نہیں پا سکتا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی تعریف فرمائی ہے جنہیں لین، دین اور کاروبار ''اللہ'' کے ذکر سے غافل نہیں کرتا، وہ نماز کے وقت نماز ادا کرتے ہیں اور زکوۃ کے وقت زکوۃ ادا کرتے ہیں، ان کے دل قیامت کی ہولناکیوں سے لرزاں رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نہ صرف پوری پوری جزا دے گا بلکہ اپنے فضل سے بہت کچھ عنایت فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ جب دینے پر آتا ہے تو بغیر حساب و کتاب کے عطا فرماتا ہے۔ مؤمنوں کی یہ صفت بیان کی گئی ہیں کہ جب بھی انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے وہ ہر قسم کی رکاوٹوں کو دور کرتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں آ جاتے ہیں۔ سورۃ کے آخر میں ان اوقات کا ذکر کیا گیا ہے جن اوقات میں گھریلوں ملازم اور نابالغ بچے بھی اجازت لے کر خلوت خانوں میں جایا کریں۔ اس میں مومنوں کی یہ بھی صفت بتلائی گئی ہے کہ یہ لوگ جب رسول (ﷺ) کی خدمت میں مشاورت کے لیے بلائے جاتے ہیں تو اجازت لیے بغیر آپ کی مجلس سے نہیں جاتے۔ آخر میں یہ ادب سکھلایا گیا ہے کہ مسلمان اللہ کے رسول (ﷺ) کو اس طرح نہ آواز دیا کریں جس طرح ایک دوسرے کو آواز دے کر بلاتے ہیں اگر لوگ رسول (ﷺ) کی گستاخی سے باز نہ آئے تو انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ بالآخر سب نے ''اللہ'' کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے وہ تمہیں بتلائے گا کہ تم کیا کچھ کر رہے تھے۔ یعنی رسول (ﷺ) کی گستاخی کرنے پر تمہیں ٹھیک ٹھیک سزا دی جائے گی۔ ذیل میں اس سورت کے مضامین کو مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔

1۔ بدکاری کی شرعی سزا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ۪–وَّ لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِۚ–وَ لْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآىِٕفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ[1]

جو عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے اللہ کے دین میں اگر تم ایمان لاتے ہو اللہ اور پچھلے دن پر اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر ہو۔

زنا کا لغوی معنی

زنا کا لغوی معنی ہے پہاڑ پر چڑھنا، سائے کا سکڑنا، پیشاب کو روک لینا، حدیث میں ہے:

(لا يصلي احد كم و هو زناء) تم میں سے کوئی شخص پیشاب روکنے کی حالت میں نماز نہ پڑھے۔[2]

اسی طرح حدیث میں ہے:

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس حال میں نماز نہ پڑھے کہ وہ پیشاب اور پاخانے کو روک رہا ہو۔ اس حدیث کی سند قوی ہے۔[3]

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جب کھانا آ جائے تو نماز (کامل) نہیں ہوتی اور نہ اس وقت جب

نمازی پیشاب اور پاخانے کو روک رہا ہو۔[4]

علامہ راغب اصفہانی نے لکھا ہے کہ زنا کا معنی ہے کسی عورت کے ساتھ بغیر شرعی کے وطی (مباشرت) کرنا۔[5]

قاضی عبدالنبی بن عبدالرسول احمد نگری لکھتے ہیں:

الزنا: اس اندام نہانی میں وطی (مباشرت، جماع) کرنا جو وطی کرنے والے کی ملکیت یا ملکیت کے شبہ سے خالی ہو۔[6]

سید مرتضی حسین زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ لکھتے ہیں:

لغت میں زنا کا معنی کسی چیز پر چڑھنا ہے اور اس کا شرعی معنی ہے کسی ایسی شہوت انگیز اندام نہانی میں حشفہ (آلہ تناسل کے سر) کو داخل کرنا جس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہ ہو۔[7]

فقہاء احناف کے نزدیک زنا کی تعریف

ملک العلماء علامہ کاسانی حنفی لکھتے ہیں جو شخص دار العدل میں احکام اسلام کا التزام کرنے کے بعد اپنے اختیار سے زندہ مشتہاۃ عورت کی قبل (اندانی نہانی) میں وطی کرے دار آں حالیکہ وقبل حقیقتا ملکیت اور ملکیت کے شبہ اور حق ملک اور حقیقتاً نکاح اور شبہ نکاح اور نکاح اور ملک کے موضع اشتباہ کے شبہ سے خالی ہو۔[8]

اس تعریف کی قیود کی وضاحت حسب ذیل ہے:

وطی: عورت کی اندام نہانی میں بقدر سپاری آلہ تناسل کو داخل کرنا، پس جس وطی سے حد واجب ہو گی اس میں بقدر سپاری داخل ہونا ضروری ہے اور اس سے کم میں حد واجب نہیں ہو گی۔

حرام: کسی مکلف شخص نے اجنبی عورت سے وطی کی ہو تو اس کو حرام کہا جائے گا، اگرچہ بچہ یا مجنون نے وطی کی تو اس پر حرام کا حکم نہیں لگے گا، کیونکہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہے تین شخصوں سے قلم تکلیف اٹھالیا گیا، بچہ سے حتیٰ کہ وہ بالغ ہو جائے، سوئے ہوئے سے حتیٰ کہ وہ بیدار ہو جائے اور مجنون سے حتیٰ کہ وہ ٹھیک ہو جائے۔ اس حدیث کو امام ترمذی (رقم: ۱٤۲۳) اور امام ابو داؤد (رقم: ۱٤٤۰۱) نے روایت کیا ہے۔

2۔ بدکار مرد و عورت سے نکاح کی حرمت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلزَّانِیْ لَا یَنْكِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِكَةً‑وَّ الزَّانِیَةُ لَا یَنْكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌۚ‑وَ حُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ[9]

ترجمہ: بدکار مرد نکاح نہ کرے مگر بدکار عورت یا شرک والی سے اور بدکار عورت سے نکاح نہ کرے مگر بدکار مرد یا مشرک اور یہ کام ایمان والوں پر حرام ہے۔

زانیہ سے مومن کے نکاح کی ممانعت کی توجیہات

سورۃالنور: ۳،اور مذکورالصدر احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مسلمان مرد زانیہ عورت سے نکاح نہیں کر سکتا اور کوئی مسلمان عورت زانی مرد سے نکاح نہیں کر سکتی،اس مسئلہ میں فقہاء کے مسالک حسب ذیل ہیں:

(۱) یہ ممانعت عام نہیں ہے بلکہ ام مھزول اور عناق کے ساتھ مخصوص ہے جیسا کہ ابھی احادیث کے حوالوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

(۲)ابو صالح نے کہا یہ ممانعت اہل الصفہ کے ساتھ مخصوص ہے۔

(۳) حسن بصری نے کہا یہ ممانعت ہر زانی اور ہر زانیہ کے لیے عام نہیں ہے بلکہ اس زانی اور زانیہ کے ساتھ مخصوص ہے جس کو حد میں کوڑے لگ چکے ہوں اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جس زانی کو کوڑے مارے جا چکے ہوں،وہ صرف اپنی مثل کے ساتھ نکاح کرے۔[10]

(٤)اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اکثر اور غالب زنا کرنے والے اپنی مثل زانیہ سے ہی نکاح کرنے میں رغبت رکھتے ہیں۔ کرخی نے کہا ہے کہ فاسق خبیث جو زنا کرتا ہے وہ کسی نیک خاتون سے نکاح کرنے کو پسند نہیں کرتا،وہ اپنی مثل فاسقہ یا مشرکہ سے نکاح کرنے کو پسند کرتا ہے،اسی طرح فاسقہ خبیثہ عورت کسی نیک باشرع اور متقی مرد سے نکاح کرنے کو پسند نہیں کرتی بلکہ اس سے متنفر ہوتی ہے (جیسا کہ اس دور میں آزاد اور فیشن ایبل الٹراماڈرن لڑکیاں کسی نمازی داڑھی رکھنے والے شخص سے نکاح کرنے سے نفرت کرتی ہیں) بلکہ وہ اپنے جیسے فاسق (آزاد فیشن زدہ) مرد سے نکاح کرنے کو پسند کرتی ہیں اور یہ حکم عام،اکثر اور غالب افراد کے اعتبار سے ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ نیک کام تو صرف پرہیزگار لوگ کرتے ہیں حالانکہ بعض اوقات فاسق لوگ بھی نیک کام کر لیتے ہیں،اسی طرح اس آیت کا محمل یہ ہے کہ زنا کرنے والا مرد اور زنا کرنے والی عورت صرف اپنے جیسے شخص سے نکاح کرنا پسند کرتے ہیں۔

زانیہ سے مومن کے نکاح کی ممانعت کا منسوخ ہونا

علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی مالکی متوفی ٦٦٧ ھ لکھتے ہیں:

تم میں سے جو مرد اور عورت بے نکاح ہوں،ان کا نکاح کر دو اور اپنے نیک غلاموں اور باندیوں کا بھی۔[11]

اس آیت میں مطلقاً بے نکاح مردوں اور عورتوں کا نکاح کرنے کا حکم دیا ہے خواہ وہ زناکار ہوں یا نہ ہوں اور جن سے ان کا نکاح کیا جائے خواہ وہ زناکار ہوں یا نہ ہوں۔

ابو جعفر النحاس نے کہا یہ اکثر فقہاء اور اہل فتویٰ کا قول ہے کہ جس شخص نے کسی عورت سے زنا کیا ہو اس کے لیے اس عورت سے نکاح کرنا جائز ہے اور اس کے علاوہ دوسرے شخص کے لیے بھی اس عورت سے نکاح کرنا جائز ہے۔ حضرت ابن عمر،سالم،جابر بن زید،عطا،طاؤس، امام مالک بن انس اور امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کا بھی یہی قول ہے،امام شافعی نے کہا سعید بن مسیب کا قول صحیح ہے کہ یہ آیت انشاء

اللہ منسوخ ہے۔

روایت ہے کہ حضرت ابو بکر کے زمانہ میں ایک مرد نے ایک عور سے زنا کیااور دونوں کو سو سو کوڑے مارے پھر ان کا ایک دوسرے کے ساتھ نکاح کر دیااوران کوایک سال کے لیے شہر بدر کر دیا۔ حضرت عمر، ابن مسعود اور حضرت جابر سے بھی اس کی مثل مروی ہے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایااس کااوّل زنا ہے اور اس کا آخر نکاح ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کسی کے باغ سے پھل چوری کرے پھر اس کے مالک سے اس باغ کے پل خرید لے، اس نے جو چوری کی تھی وہ حرام ہے اور جو مال خریدا ہے وہ حلال ہے۔امام ابو حنیفہ اور امام شافعی نے اسی اثر سے استدلال کیاہے۔[12]

3۔حد قذف

ارشاد باری تعالی ہے:

وَ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًاۚ—وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَۙ[13]

اور جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں توانہیں اسّی کوڑے لگاؤ اوران کی گواہی کبھی نہ مانواور وہی فاسق ہیں۔

قذف کا لغوی معنی

علامہ سید مرتضیٰ زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ قذف کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: قذف بالحجارۃ کا معنی ہے پتھر پھینکنااور قذف المحصنۃ کا معنی ہے پاک دامن عورت کو زنا کی تہمت لگانااور یہ مجاز ہےاور ایک قول یہ ہے کہ قذف کا معنی ہے گالی دینااور حدیث میں ہے کہ ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی کو شریک کے ساتھ تہمت لگائی، اصل میں قذف کا معنی ہے پھینکنا پھر یہ لفظ گالی دینےاور زنا کی تہمت میں استعمال ہوا۔[14]

قذف کا شرعی معنی

علامہ زین الدین ابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ قذف کا اصلاحی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: قذف کا شرعی معنی ہے کسی محصن (مسلمان پاک دامن) کو زنا کی تہمت لگانااور فتح القدیر میں ہے: اس پر اجماع ہے کہ حد کا تعلق اس کے ساتھ ہے کیونکہ قرآن مجید ہے: ''جو لوگ محصنات (مسلمان اور پاک دامن) عورتوں کو زنا کی تہمت لگائیں اور پھر اس پر چار مرد گواہ نہ لائیں توان کو اسی (۸۰) کوڑے مارو '' اسی آیت میں لفظ رمی سے زنا کی تہمت مراد ہے حتیٰ کہ اگر کسی شخص کو دیگر گناہوں کی تہمت لگائی تو اس پر حد قذف واجب نہیں ہو گی بلکہ تعزیر واجب ہو گی، اور اس آیت میں جو چار گواہ نہ لانے کی شرط لگائی ہے اس سے زنا کی تہمت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ صرف زنا کے ثبوت کے لیے چار گواہوں کی ضرورت ہے۔ ہر چند کہ اس آیت میں محصنات کا لفظ ہے جو مونث کا صیغہ ہے لیکن یہ حکم مردوں کو بھی شامل ہے اور یہ بات نہیں کہ صرف عورت کو زنا کی تہمت لگانے سے حد قذف واجب ہوتی ہے بلکہ مسلمان اور پاک دامن عورت یا مرد جس کو بھی زنا کی تہمت لگائی گئی اوراس کے ثبوت میں چار گواہ نہ لائے جاسکیں تو تہمت لگانے والے پر حد قذف واجب ہو گی۔[15]

احصان کی شرائط میں مذہب احناف

علامہ ابو الحسن مرغینانی حنفی لکھتے ہیں:

احصان یہ ہے کہ جس شخص کو تہمت لگائی گئی ہے وہ(۱)آزاد(۲)عاقل(۳)بالغ(٤)مسلمان اور(٥)زنا کے فعل سے پاک دامن ہو۔آزاد ہونے کی شرط اس لیے ہے کہ قرآن مجید میں آزاد پر احصان کا اطلاق ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

خلاصہ یہ ہے کہ جمہور کے نزدیک آزاد، عاقل، بالغ، مسلمان اور پاک دامن مرد یا عورت پر کسی مکلف نے زنا کی تہمت لگائی اور اس پر چار گواہ نہیں پیش کئے تو اس پر اسی(۸۰)کوڑے حد لازم ہو گی۔

4۔لعان کے احکام

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ۔۔۔ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌo

ترجمہ:اور جو لوگ اپنی بیویوں پر(بدکاری کی)تہمت لگائیں اور ان کے پاس سوائے اپنی ذات کے کوئی گواہ نہ ہوں تو ایسے کسی بھی ایک شخص کی گواہی یہ ہے کہ(وہ خود)چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ(الزام لگانے میں)سچا ہے۔اور پانچویں مرتبہ یہ(کہے)کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹا ہو۔اور(اسی طرح)یہ بات اس(عورت)سے(بھی)سزا کو ٹال سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر(خود)گواہی دے کہ وہ(مرد اس تہمت کے لگانے میں)جھوٹا ہے۔اور پانچویں مرتبہ یہ(کہے)کہ اس پر(یعنی مجھ پر)اللہ کا غضب ہو اگر یہ(مرد اس الزام لگانے میں)سچا ہو۔اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی(تو تم ایسے حالات میں زیادہ پریشان ہوتے)اور بے شک اللہ بڑا ہی توبہ قبول فرمانے والا بڑی حکمت والا ہے۔

لعان کا لغوی اور اصطلاحی معنی

لعان کا لفظ لعن سے ماخوذ ہے علامہ سید مرتضیٰ زبیدی لکھتے ہیں کہ لعن کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو تو اس کا معنی ہے دھتکارنا اور خیر سے دور کرنا، اور جب اس کی نسبت مخلوق کی طرف ہو تو یہ بددعا کا کلمہ ہے، اور لکھتے ہیں کہ لعان کا معنی یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو زنا کی تہمت لگائے تو امام اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کرائے اور مرد سے ابتداء کرے، مرد چار بار یہ کہے کہ میں اللہ کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہا اس نے فلاں مرد کے ساتھ زنا کیا ہے اور میں اپنی اس تہمت میں صادق ہوں، جب وہ چار بار یہ قسم کھا لے تو پانچویں بار یہ کہے کہ میں اللہ کو اس بات پر گواہ بناتی ہوں کہ اس شخص نے جو مجھ پر تہمت لگائی ہے یہ اس تہمت میں جھوٹوں میں سے ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ اگر یہ سچوں میں سے ہو تو مجھ پر اللہ کا غضب نازل ہو، لعان کے بعد وہ عورت اس شخص سے بائنہ ہو جائے گی اور کبھی اس شخص کے لیے حلال نہیں ہو گی، اگر وہ حاملہ ہو تو بچہ اس عورت کے ساتھ لاحق کیا جائے گا۔[16]

لعان کے شرعی معنی میں مذاہب فقہاء

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں کہ لعان کا شرعی معنی ہے ایسی شہادات جو قسموں سے موکد ہوں، اور لعنت کے ساتھ مقرون ہوں، اور امام شافعی فرماتے ہیں یہ دو قسمیں ہیں جو لفظ شہادت کے ساتھ موکد ہوں، امام شافعی کے نزدیک اس میں قسم کی اہلیت شرط ہے اس لیے مسلمان اور اس کی بیوی میں بھی لعان ہو جاتا ہے، امام مالک اور امام احمد فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اس میں شہادت کی اہلیت شرط ہے اس لیے لعان ایسے مسلمان، آزاد، عاقل، بالغ کے ساتھ خاص ہے جس پر حد قذف نہ لگائی گئی ہو۔[17]

5۔حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظمت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ لَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ السَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لْيَعْفُوْا وَ لْيَصْفَحُوْا—اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ—وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ[18]

اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت والے اور گنجائش والے ہیں قرابت والوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے کی اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزریں کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق کے افضل امت ہونے پر دلائل اور نکات

یہ آیت حضرت ابو بکر صدیق کے متعلق نازل ہوئی ہے، ان کے خالہ زاد بھائی مسطح نے بھی حضرت عائشہ پر تہمت لگانے میں حصہ لیا تھا اور جب حضرت عائشہ کی برات نازل ہو گئی اور مسطح کا جھوٹ ظاہر ہو گیا تو حضرت ابو بکر کو بہت رنج ہوا، کیونکہ مسطح یتیم تھے اور ان کی حضرت ابو بکر نے پرورش کی تھی سو انھوں نے کہا میں اب مسطح پر بالکل خرچ نہیں کروں گا۔ مسطح نے معافی مانگی اور معذرت کی لیکن حضرت ابو بکر سخت غم و غصہ میں تھے وہ دوبارہ مسطح کے اخراجات بحال کرنے پر آمادہ نہیں ہوئے تب یہ آیت نازل ہوئی اور حضرت ابو بکر نے رجوع کر لیا اور فرمایا کیوں نہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمادے اور میں اب مسطح پر پہلے سے زیادہ خرچ کروں گا۔[19]

یہ آیت حسب ذیل وجوہ سے حضرت ابو بکر کے افضل ہونے پر دلالت کرتی ہے:

(۱) تواتر سے ثابت ہے کہ یہ آیت حضرت ابو بکر کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

(۲) اس آیت میں حضرت ابو بکر کو اولوا الفضل والسعة (اصحاب فضل اور ارباب وسعت) فرمایا ہے۔

(۳) اولو الفضل والسعة جمع کا صیغہ ہے اور جب واحد شخص پر جمع کا اطلاق کیا جائے تو اس کی تعظیم کا اظہار مقصود ہوتا ہے۔

(٤) اللہ تعالیٰ نے فضل کو مطلق فرمایا اور اس کو کسی قید کے ساتھ مفید نہیں فرمایا اس سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر فاضل علی الاطلاق تھے اور آپ میں ہر اعتبار اور ہر جہت سے فضیلت تھی۔

(٥)اللہ تعالیٰ نے فرمایااولوالفضل منکم یعنی جو تم سب میں سے صاحب فضیلت ہیں اس میں یہ دلیل ہے کہ یہ حضرت ابو بکر کی صفت مخصوصہ ہے۔

(٦)فضل کا معنی ہے زیادہ یعنی حضرت ابو بکر تمام مومنوں سے زیادہ اللہ کی عبادت کرنے والے تھے۔

(٧)اور فرمایاجو تم سب سے زیادہ صاحب وسعت ہیں یعنی حضرت ابو بکر سب سے زیادہ مسلمانوں کے ساتھ نیکی اور احسان کرنے والے تھے وہ عبادت بھی سب سے زیادہ کرتے تھے اور مسلمانوں پر شفقت بھی سب سے زیادہ کرتے تھے اور خالق کی تعظیم اور مخلوق پر شفقت کرنے کے سب سے زیادہ جامع تھے، اور وہ صدیقین کے اعلیٰ مراتب پر فائز تھے اور اس آیت کے مصداق تھے: اِنَّ اللہَ مَعَ الَّـذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِیْنَ ہُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ بے شک اللہ متقین اور نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

6۔معاشرتی آداب

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا-ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ(٢٧) فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى یُؤْذَنَ لَكُمْۚ-وَ اِنْ قِیْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ-وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ(٢٨) لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِیْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ-وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ(٢٩)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو اور اُن کے ساکنوں پر سلام نہ کرلو یہ تمہارے لیے بہتر ہے کہ تم دھیان کرو۔ پھر اگر اُن میں کسی کو نہ پاؤ جب بھی بے مالکوں کی اجازت کے ان میں نہ جاؤ اور اگر تم سے کہا جائے واپس جاؤ تو واپس ہو یہ تمہارے لیے بہت ستھرا ہے اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے۔اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان گھروں میں جاؤ جو خاص کسی کی سکونت کے نہیں اور ان کے برتنے کا تمہیں اختیار ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔

7۔بیوت غیر مسکونہ(غیر رہائشی)عمارات کی تعیین

جب بغیر اجازت کے گھروں میں داخل ہونے کی ممانعت کر دی گئی تو مسلمانوں کو یہ مشکل پیش آئی کہ مدینہ سے مکہ کے راستے میں اور دوسرے راستوں میں رفاہ عام کے لیے مکان بنے ہوئے تھے جن میں لوگ عارضی قیام کرتے تھے،اس طرح وہاں دکانیں، سرائے، ہوٹل، سبیل اور بیت الخلاء وغیرہ بنے ہوئے تھے جن کا کوئی مالک نہیں ہوتا تھا نہ وہ شخصی ملکیت ہوتے تھے اور ان میں بغیر اجازت داخلہ کی ممانعت میں عام مسافروں اور مسلمانوں کے لیے بڑی دشواری تھی،اس لیے اللہ تعالیٰ نے آسانی کے لیے یہ آیات نازل فرمائی۔

امام عبدالرحمن جوزی متوفی ٥٩٧ھ نے بیوت غیر مسکونہ(غیر رہائشی مکانات)کے مصداق میں حسب ذیل اقوال نقل کیے ہیں:

(١)قتادہ نے کہااس سے مراد سرائے،بیت الخلاء اور گودام وغیرہ ہیں جن میں ساز وسامان رکھا جاتا ہے۔

(۲)عطاء نے کہااس سے مراد ویران مکان، کھنڈرات اور بیت الخلاء ہیں۔

(۳)محمد بن حنیفہ نے کہااس سے مراد مکہ کے مکان ہیں کیونکہ وہ وقف عام ہیں ان کا کوئی مالک نہیں۔

(٤)ابن زید نے کہااس سے مراد تاجروں کی دکانیں ہیں جو راستوں میں بنی ہوئی ہوتی ہیں۔

(٥)ابن جریح نے کہااس سے مراد تمام غیر رہائشی مکانات ہیں کیونکہ داخل ہونے کے لیے اجازت کی شرط مکان میں رہنے والوں کے اعتبار سے ہے اور جب وہاں کوئی رہنے والا نہ ہو تو پھر یہ شرط بھی نہیں ہے۔[20]

اس آیت کے عموم سے معلوم ہوا جو عمارتیں کسی خاص شخص یا قوم کی ذاتی ملکیت نہ ہوں اور وہاں عام افراد کو آنے جانے کی ممانعت نہ ہو، اور وہاں ٹھہرنے اور ان کا استعمال کرنے کی عام اجازت ہو جیسے ہوٹل، مسافر خانے، سرائے، اسٹیشن اور ہوائی اڈے کی عمارت، مسجدیں، خانقاہیں، دینی مدارس، ہسپتال، ڈاک خانے اور اس طرح کی دوسری عمارتیں، اور جس جگہ داخلہ کی پابندی ہو وہاں داخل ہونے کی جو شرائط مقرر کی گئی ہوں ان کی پابندی کرنا ضروری ہے۔

8۔ کفار کے اعمال کی مثال

ارشاد باری تعالی ہے:

وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً–حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔـا وَّ وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ –وَ اللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِۙ(۳۹) اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ–ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ–اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا–وَ مَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ(۴۰)

ترجمہ: اور جو کافر ہوئے اُن کے کام ایسے ہیں جیسے دھوپ میں چمکتا ریتا کسی جنگل میں کہ پیاسا اسے پانی سمجھے یہاں تک جب اُس کے پاس آیا تو اُسے کچھ نہ پایا اور اللہ کو اپنے قریب پایا تو اُس نے اس کا حساب پورا بھر دیا اور اللہ جلد حساب کرلیتا ہے۔ یا جیسے اندھیریاں کسی کنڈے کے دریا میں اس کے اوپر موج موج کے اوپر اَور موج اس کے اوپر بادل اندھیرے ہیں ایک پر ایک جب اپنا ہاتھ نکالے تو سوجھائی دیتا معلوم نہ ہو اور جسے اللہ نور نہ دے اُس کے لیے کہیں نور نہیں۔

سراب اور القیعة کا معنی اور شان نزول

اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالی نے مومنوں کے اعمال کی مثال بیان فرمائی تھی اور اس آیت میں کافروں کے اعمال کی مثال بیان فرمائی ہے، مقاتل نے کہا یہ آیت شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کے متعلق نازل ہوئی ہے اس نے دین کی طلب میں رہبانیت اختیار کی اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے تو وہ کافر ہو گیا۔[21]

ابن قتیبہ نے کہا دوپہر کے وقت ریگستان میں چمکتی ہوئی ریت پانی کی طرح نظر آتی ہے اس کو سراب کہتے ہیں، الزجاج نے کہا القیعۃ قاع کی جمع ہے جیسے چجیرۃ جار کی جمع ہے اور القیعۃ اور القاع ایسی ہموار زمین کو کہتے ہیں جس میں کوئی روئیدگی اور سبزہ نہ ہ۔ پس جو شخص ایسے کسی ریگستان

میں سرف کرتا ہے تو اس کو دور سے چمکتی ہوئی ریت پانی معصوم ہوتی ہے اور جب وہ اس کے قریب پہنچتا ہے تو دیکھتا ہے کہ وہاں کوئی پانی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ کافر یہ گمان کرتے ہیں کہ ان کے اعمال اللہ کے ہاں ان کو نفع پہنچائیں گے لیکن جب وہ آخرت میں پہنچیں گے تو ان کے اعمال ان کو کوئی نفع نہیں دے سکیں گے بلکہ اس کے برعکس ان کے اعمال ان کے لیے باعث عذاب ہوں گے۔

کفار کے اعمال سراب کی طرح دھوکا ہیں یا سمندر کی تاریکی کی طرح بے فیض ہیں

یہ کفار کے اعمال کی دوسری مثال ہے، یعنی کفار کے اعمال یا سراب کی طرح ایک دھوکا ہیں یا سمندر کی گہرائی کی تاریکیوں کی مثل ہیں جن میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا۔ الجرجانی نے کہا پہلی آیت میں کافر کے اعمال کی مثال ہے اور دوسری آیت میں کفار کے عقائد کی مثال ہے۔

اللجۃ: بہت گہرے پانی کو کہتے ہیں جس کی گہرائی کا اندازہ نہ کیا جا سکے۔

اس آیت میں فرمایا ہے: اس کی بعض تاریکیاں بعض سے زیادہ ہیں، اس سے مراد بادلوں کی تاریکی، رات کی تاریکی اور سمندر کی تاریکی ہے، سو جو شخص ان تاریکیوں کے اندر ہو اس کا پتہ نہیں چل سکتا کہ وہ کون ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد بہت زیادہ تاریکی ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ تاریکیوں سے مراد کفار کے اعمال ہیں اور سمندر کی گہرائی سے مراد کفار کے قلوب ہیں اور موج بالائے موج سے مراد وہ جہالت، شکوک اور اندھیرے ہیں جو کافر کے دلوں پر چھائے ہوئے ہیں اور بادلوں سے مراد ان کے دلوں کا زنگ ہے اور وہ مہر ہے جو ان کے دلوں پر لگادی گئی ہے۔ حضرت ابن عباس (رض) اور دیگر نے بیان کیا کہ جس طرح جو شخص سمندر کے گہرے پانی کے اندھیروں میں ہو اس کو ہاتھ سے ہاتھ بجھائی نہیں دیتا اسی طرح کافر اپنے دل سے نور ایمان کا ادراک نہیں کر سکتا۔

اس کے بعد فرمایا اور جس کے لیے اللہ نور نہ بنائے اس کے لیے کوئی نور نہیں۔

حضرت ابن عبسہ ما نے فرمایا اس کا معنی یہ ہے کہ جس کے لیے اللہ دین نہ بنائے اس کے لیے کوئی دین نہیں، اور جس شخص کے پاس ایسا نور نہ ہو جس سے وہ قیامت کے دن چل سکے تو وہ جنت کی ہدایت نہیں پائے گا۔ الزجاج نے کہا یہ آیت دنیا پر محمول ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ دنیا میں ہدایت نہ دے وہ ہدایت نہیں پائے گا۔

مقاتل بن سلیمان نے کہا یہ آیت عتبہ بن ربیعہ کے متعلق نازل ہوئی ہے، وہ زمانہ جاہلیت میں دین کی تلاش میں تھا اور ٹاٹ کے کپڑے پہنتا تھا، اس کے باوجود اس نے اسلام کا کفر کیا۔ الماوردی نے کہا یہ آیت شیبہ بن ربیعہ کے متعلق نازل ہوئی ہے وہ زمانہ جاہلیت میں رہبانیت کرتا تھا، موٹے کپڑے پہنتا تھا اور دین کو تلاش کرتا تھا اس کے باوجود اس نے اسلام کا کفر کیا، علامہ قرطبیؒ نے کہا یہ دونوں کفر پر مرے، ہو سکتا ہے کہ اس آیت سے یہ دونوں مراد ہوں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن جحش کے متعلق نازل ہوئی ہے وہ اسلام لائے اور سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر وہ اسلام سے مرتد ہو کر عیسائی ہو گئے۔

ثعلبی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت انس نے بیان کیا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا بیشک اللہ نے مجھے نور سے پیدا کیا اور ابو بکر کو

میرے نور سے پیدا کیااور عمر اور عائشہ کو ابو بکر کے نور سے پیدا کیااور میری امت کے مومن مر دوں کو عمر کے نور سے پیدا کیااور میری امت کی عورتوں کو عائشہ کے نور سے پیدا کیا۔ پس جو شخص مجھ سے محبت نہ کرے اور ابو بکر، عمر اور عائشہ سے محبت نہ کرے اس کے لیے کوئی نور نہیں ہے۔

ابو نعیم نے کہا یہ سند باطل ہے اور ابو معشر اور الھیثم متروک ہیں، علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں لکھا یہ جھوٹ ہے، ان تینوں میں سے کسی ایک نے بھی یہ حدیث بیان نہیں کی اور میرے نزدیک یہ آفت المسیحی کی طرف سے ہے۔[22]

خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث کی سند موضوع ہے۔

9۔احکام معاشرت

ارشاد باری تعالی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَ الَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ–مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَ حِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَ مِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ–ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ–لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَ لَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ–طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ–كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ–وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ(٥٨) وَ اِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ–كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِه–وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ(٥٩)

ترجمہ: اے ایمان والو چاہیے کہ تم سے اِذن لیں تمہارے ہاتھ کے مال غلام اور وہ جو تم میں ابھی جوانی کو نہ پہنچے تین وقت نمازِ صبح سے پہلے اور جب تم اپنے کپڑے اُتار رکھتے ہو دوپہر کو اور نمازِ عشاء کے بعد یہ تین وقت تمہاری شرم کے ہیں ان تین کے بعد کچھ گناہ نہیں تم پر نہ اُن پر آمدورفت رکھتے ہیں تمہارے یہاں ایک دوسرے کے پاس۔ اللہ یونہی بیان کرتا ہے تمہارے لیے آیتیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے اور جب تم میں لڑکے جوانی کو پہنچ جائیں تو وہ بھی اِذن مانگیں جیسے ان کے اگلوں نے اِذن مانگا اللہ یونہی بیان فرماتا ہے تم سے اپنی آیتیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے

بالغ لڑکوں کو گھر میں دخل ہونے کے لیے ہر وقت اجازت طلب کرنا ضروری ہے

جب آزاد لڑکے بالغ ہو جائیں تو وہ گھر میں دخل ہونے کے لیے ہر وقت اجازت طلب کریں۔

امام عبدالرحمٰن بن محمد ابن ابی حاتم متوفی ۳۲۷ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابن عباس نے فرمایا جب ازاد لڑکا بالغ ہو جائے تو وہ کسی شخص اور اس کی بیوی کے ہاں کسی بھی وقت بغیر اجازت کے اخل نہ ہو اور جس طرح اور مرد گھر میں دخل ہونے کے لیے اجازت طلب کرتے ہیں وہ بھی اجازت طلب کرے۔[23]

سعید بن جبیر نے کہا جس طرح کسی شخص کے بڑے بیٹے اور دیگر رشتہ دار اجازت طلب کرتے ہیں اسی طرح بالغ لڑکے بھی اجازت طلب کریں۔

10۔ بارگاہ رسالت کے آداب

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا–قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًاۚ–فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ(۶۳)

ترجمہ: ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر یقین لائے اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام میں حاضر ہوئے ہوں جس کے لیے جمع کیے گئے ہوں تو نہ جائیں جب تک اُن سے اجازت نہ لے لیں وہ جو تم سے اجازت مانگتے ہیں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں پھر جب وہ تم سے اجازت مانگیں اپنے کسی کام کے لیے تو ان میں جسے تم چاہو اجازت دے دو اور اُن کے لیے اللہ سے معافی مانگو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے بے شک اللہ جانتا ہے جو تم میں چپکے نکل جاتے ہیں کسی چیز کی آڑ لے کر تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا اُن پر دردناک عذاب پڑے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی تاکید

امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ھوازن القشیری المتوفی ٤٦٥ھ لکھتے ہیں:

اس آیت کا معنی ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تعظیم سے خطاب رو، اور آپ کی خدمت میں ادب کو ملحوظ رکھو اور آپ کی خدمت میں تعظیم اور توقیر کو لازم رکھو دارین کی سعادت آپ کی سنت کی اتباع کرنے میں ہے اور دونوں جہانوں کی بد بختی آپ کی سنت کی مخالفت کرنے کی وجہ سے ہے اور آپ کی سنت کی مخالفت کرنے کی سب سے کم اور ہلکی سزا یہ ہے کہ انسان اللہ کی توفیق سے محروم ہو جاتا ہے اور پھر اس کے لیے آپ کی سنت کی اتباع کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے اور اس کے دل سے فلاح دارین کے حصول کی خواہش ساقط ہو جاتی ہے۔[24]

امام ابوالحسین بن مسعود الفراالبغوی المتوفی 516ھ دعاءالرسول کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

حضرت ابن عباس نے فرمایا تم اس سے بچو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہو کر تمہارے خلاف دعا ریں کیونکہ آپ کی ناراضگی کی دعا تمہارے لیے مصائب کے نزول کا موجب ہے اور آپ کی دعائے ضرر کسی دوسرے کی بد دعا کی طرح نہیں ہے اور مجاہد اور قتادہ نے کہا آپ کو آپ کا نام لے کر نہ بلاؤ جیسے تم ایک دوسرے کو نام لے کر بلاتے ہو، مثلاً یا محمد یا ابن عبداللہ نہ کہو لیکن آپ کو تعظیم اور تکریم سے بلاؤ اور نرمی اور تواضع کے ساتھ یا نبی اللہ اور یا رسول اللہ کہو۔ اور آپ کی مجلس سے کسی کی آڑ لے کر چپکے سے نہ کھسک جاؤ۔ کہا گیا ہے کہ یہ آیت غزوہ خندق کے موقع پر نازل ہوئی کیونکہ منافقین خندق کھودتے وقت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نظر بچا کر چپکے سے کھسک لیتے تھے۔

حضرت ابن عباس نے لواذاً کی تفسیر میں فرمایا: منافقین کسی کی اوٹ یا آڑ میں نکل جاتے تھے، کیونکہ منافقین پر جمعہ کے دن نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا خطبہ سننا بہت دشوار تھا تو وہ کسی صحابی کی اوٹ میں چھپ کر مسجد سے نکل جاتے تھے، اس کا معنی اجازت کے بغیر چلے جانا بھی

ہے، مجاہد نے کہا اگر تم بغیر اجازت کے چلے گئے تو تم کو دردناک عذاب ہوگا، خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں۔[25]

لاتجعلوا دعاء الرسول کے تین محامل

لاتجعلوا دعاء الرسول کے مفسرین نے تین محامل بیان کئے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دعاء ضرر کو اپنی دعا پر قیاس نہ کرو، اس صورت میں دعا کی رسول کی طرف اضافت الی الفاعل ہے، دوسرا محمل یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو عامیانہ انداز میں نام لے کر نہ بلاؤ اس صورت میں دعا کی رسول کی طرف اضافت الی المفعول ہے اور تیسرا محمل یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب تم کو بلائیں تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بلانے کو اپنے بلانے کی مثل نہ قرار د، کیونکہ تمہارے بلانے پر کسی کا جانا فرض نہیں ہے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بلانے کو اپنے بلانے کی مثل نہ قرار دو، کیونکہ تمہارے بلانے پر کسی کا جانا فرض نہیں ہے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بلانے پر جانا فرض ہے۔ اس مثل نہ قرار دو، کیونکہ تمہارے بلانے پر کسی کا جانا فرض نہیں ہے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بلانے پر جانا فرض ہے۔ اس صورت میں بھی دعا کی رسول کی طرف اضافت الی الفاعل ہے۔

اول الذکر دو تفسیریں ان مفسرین نے کی ہیں:

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابن عباس نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمہارے خلاف دعا واجب القبول ہے تم اس سے بچو۔[26]

مجاہد نے کہا آپ کو یا محمد کہہ کر نہ بلاؤ۔[27]

یہ دو تفسیریں حسب ذیل کتب تفاسیر میں بھی ہیں:[28]

ثانی الذکر تفسیر حسب ذیل مفسرین نے کی ہے:

علامہ ابوالحسن علی بن محمد الماوردی المتوفی ۴۵۰ھ لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بلانے پر تاخیر سے جانے سے منع فرمایا ہے، جیسے ایک دوسرے کے بلانے پر تاخیر سے چلے جاتے ہیں۔[29]

علامہ ابوالقاسم محمود بن عمر الزمخشری الخوارزمی المتوفی ۵۳۸ھ لکھتے ہیں:

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بلانے کو اپنے بلانے پر قیاس نہ کرو۔[30]

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں:

مبرد اور قفال کا مختار یہ ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بلانے کے حکم کو ایسا نہ قرار دو، جیسے تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو کیونکہ آپ کے بلانے پر جانا فرض لازم ہے اور اس پر قرینہ یہ ہے کہ اس آیت کے آخر میں فرمایا: سو جو لوگ رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرتے

ہیں وہ اس سے ڈریں کہ انھیں کوئی مصیبت پہنچ جائے یا انھیں کوئی دردناک عذاب پہنچ جائے۔[31]

نتائج البحث

1. سورہ نور مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے۔اس میں ۹ رکوع اور ۶۴ آیتیں ہیں۔

2. یہ سورت ہجرت کے چھٹے سال نازل ہوئی۔اس سورت کا بنیادی موضوع دنیا میں بے حیائی اور فحاشی کو روکنا ہے۔اس سورت میں پاکیزہ زندگی گزارنے کے ضروری تقاضے بیان فرمائے گئے ہیں اور ان لوگوں کے لیے سخت سزا کا ذکر کیا گیا ہے جو مسلمانوں میں بے حیائی عام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔خواتین کے پردے کے احکام بھی اسی سورت میں درج ہیں

3. النور: ۳۔۱ میں زنا کی حد کا بیان اور مسلمان مردوں پر کسی زانیہ یا مشرکہ سے نکاح کو حرام فرمادیا اور مسلمان عورتوں پر کسی زانی یا مشرک مرد سے نکاح کو حرام فرمادیا، مگر بعد میں مسلمان مرد کے لیے زانیہ سے نکاح کی حرمت منسوخ فرمادی۔

4. النور: ۵۔۴ میں مسلمان پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانے (قذف) کی سزا اسی (۸۰) کوڑے مقرر فرمائی اور یہ فرمایا کہ جو شخص اپنی تہمت پر چار گواہ نہ پیش کر سکے وہ حد قذف کا مستحق ہوگا۔

5. النور: ۲۶۔۱۱ میں حضرت عائشہ (رض) پر جو منافقین نے تہمت لگائی تھی اس کی طرف اشارہ فرمایا اور ان چیزوں کا سد باب کیا جو معاشرہ کے بگاڑ کا باعث ہو سکتے ہیں، اور جن منافقین نے یہ تہمت لگائی تھی ان کا پردہ فاش کیا اور جو مسلمان اس لپیٹ میں آگئے تھے ان پر بھی عتاب فرمایا کیونکہ انھوں نے اپنی تقصیر سے منافقین کو تقویت پہنچائی اور ان کو تنبیہ فرمائی کہ وہ آئندہ ہوشیار رہیں اور منافقین کے کہنے میں نہ آئیں، منافقین مسلمانوں کی عزت اور ناموس کو برباد کرنے کے درپے ہیں اس لیے مسلمانوں کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ منافق مسلمانوں کی ساکھ مجروح کرنے کے لیے جو تہمت لگائیں تو وہ اس ناپاک اور بے حیائی کی بات کو آگے پھیلانا شروع کریں، مسلمانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ حسن ظن رکھنا چاہیے اور بغیر ثبوت کے کسی الزام اور تہمت کو درخور اعتناء اور قابل توجہ نہیں سمجھنا چاہیے۔

6. النور: ۳۱۔۲۷ میں فرمایا مسلمانوں کے لیے ایک دوسرے کے گھروں میں بلا اجازت داخل ہونا جائز نہیں ہے اور داخل ہونے کے بعد گھر والوں کو سلام کریں، اور جب ان کو واپس جانے کے لیے کہا جائے تو واپس چلے جائیں۔ہاں اگر کسی گھر میں لوگوں کو رہائش نہ ہو اور وہاں مسلمانوں کی کوئی چیز ہو تو پھر اس گھر میں داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے، مسلمان مردوں کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، اور مسلمان عورتوں کو بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور مسلمان عورتوں کو بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا وہ اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور جسم کے جس حصہ کا پردہ ممکن نہ ہو جیسے ہاتھ اور پیر ان کے سوا باقی جسم کو ڈھانپ کر رکھیں، اور اپنے گریبانوں کو دوپٹوں سے چھپائے رکھیں اور اپنے خاوند اور محارم، اپنے نوکروں اور کم عمر ناسمجھ بچوں کے سوا اپنے بناؤ سنگھار کو کسی پر ظاہر نہ کریں اور زمین پر بھی زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں تاکہ ان کی پوشیدہ زینت ظاہر نہ ہو۔

7. النور: ۴۰۔۳۲ میں حکم دیا کہ جن مردوں اور عورتوں کا نکاح نہیں ہوا ہے ان کا نکاح کر دیا جائے اور جن کے پاس نکاح کرنے کے وسائل نہوں وہ اپنی پاکیزگی کو برقرار رکھیں حتیٰ کہ اللہ اپنے فضل سے ان کے لیے نکاح کے وسائل کو مہیا کر دے جن گھروں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام لبند کرنے اور اس کو یاد کرنے کا حکم دیا ہے وہاں صبح و شام اس کا ذکر کیا جائے، ان مسلمانوں کی تعریف اور تحسین فرمائی جو اپنے کاروبار اور تجارت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہیں ہوتے اور کافروں کے برے اعمال کی مذمت فرمائی۔

8. النور: ۴۶۔۴۱ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی الوہیت اور توحید پر دلائل بیان فرمائے۔

9. النور: ۵۷۔۵۵ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اصحاب کو یہ بشارت دی کہ زمین کی خلافت تمہارے لیے ہے، تمہارے لیے ہے تمہارے مخالفین تمہارے دین کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے تم نماز قائم کرتے رہو، زکوۃ ادا کرتے رہو اور اخلاص کے ساتھ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت پر ڈٹے رہ، عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے خوف اور پریشانی کی حالت کو امن اور سکون سے بدل دے گا۔

10. النور: ۶۱۔۵۸ میں پردے کے احکام کی وضاحت فرمائی کہ تمہارے نوکروں اور نابالغ بچوں کے لیے بھی گھروں میں داخل ہونے کے لیے تین اوقات میں اجازت حاصل کرنی ضروری ہے، نمازِ فجر سے پہلے اور ظہر کے وقت جب تم نے اپنے فالتو کپڑے اتارے ہوئے ہوتے ہیں، اور عشاء کی نماز کے بعد۔ اور بچے جب بالغ ہو جائیں تو وہ بھی بڑے لوگوں کی طرح اجازت لے کر گھروں میں داخل ہوں، اور وہ بوڑھی عورتیں جنہیں اب نکاح کی خواہش نہ رہی ہو وہ بھی اگر فالتو کپڑے اتار کر گھروں میں رہیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ تاہم ان کے لیے بھی احتیاط سے رہنا زیادہ افضل ہے۔ نیز یہ اجازت دی کہ معذور لوگ اور دیگر مسلمان اپنے ماں باپ، رشتہ داروں اور دوستوں کے گھروں سے کچھ کھالیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

11. النور: ۶۴۔۶۲ میں اطاعت رسول کی ایک بار پھر تاکید فرمائی اور بتایا کہ مخلص مسلمان ضرورت کے مواقع پر ہمیشہ اپنے رسول کے ساتھ رہتے ہیں اور آپ کی اجازت کے بغیر کہیں نہیں جاتے سو ایسے مسلمان جب آپ سے کہیں جانے کی اجازت طلب کریں تو آپ انھیں اجازت دے دیں، اور آخری آیت میں مسلمانوں سے فرمایا کہ تم نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بلانے کو ایسانہ قرار دو جس طرح تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو، اور جو لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں انھیں اس سے ڈرنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی ناگہانی مصیبت نہ ٹوٹ پڑے یا ان پر کوئی دردناک عذاب آجائے۔

حوالہ جات

---

[1] النور:۰۲

[2] (مسند الربیع بن حبیب، ج۱ص ۶۰، مکتبۃ الثقافۃ العربیہ بیروت)

[3] (صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۲۰۷۲، موارد الظمآن رقم الحدیث: ۱۹۵، تلخیص الحبیر رقم الحدیث: ۵۶۶، مصنف عبد الرزاق رقم الحدیث: ۷۶۶،

(۱۷۷۱

4 (صحیح مسلم رقم الحدیث : ۵٦۰، سنن ابوداؤدر قم الحدیث : ۸۹، شرح السنۃ رقم الحدیث : ۸۰۲،تاریخ دمشق لابن عساکر ج ٣٤ص ١٦٤، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ١٤٢١ھ)۔

5 (مختار الصحاح ۱۷۰،النہایہ ج ۲ص ٢٨٤،المفردات ج اص ٢٨٤)

6 (دستور العلماء ج ۲ص ۱۱۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ١٤٢١ھ)

7 ۔(تاج العروس ج ۱۰ص ١٦٥، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر، ۱۳۰٦ھ)۔

8 (بدائع الصنائع ج ۷ص ۳۳)علامہ ابن ہمام نے بھی یہی تعریف کی ہے۔(فتح القدیر ج ۷ص ۳۳ سکھر)۔

9 النور:۳۰

10 (سنن ابوداؤدر قم الحدیث: ۲۰۵۲،المستدرک ج ۲ص ٢٦٦،مسند احمد ج ٢ ٤ ٣٢،کنز العمال رقم الحدیث: ٤٤٢٩٧)

11 (النور: ۳۲)

12 (الجامع الاحکام القرآن جز ۱۲ص ۱۵۷۔۱۵٦،ملخصا،مطبوعہ دار الفکر بیروت،١٤١٥ھ)

13 النور: ۴۰

14 (تاج العروس ٦ص ۲۱۷،مصر)

15 (البحر الرائق ج ۵س ۳۰۔۲۹،مطبوعہ مصر، ۱۳۱۱ھ)

16 (تاج العروس ج ۹ص ۳۳۵۔٣٣٤)

17 (عمدۃ القاری جز ۲۰ص ۲۹۰)

18 النور: ۲۲

19 (جامع البیان جز ۱۸ص ۱۳۷۔۱۳٦،دار الفکر بیروت، ١٤١٥ھ)

20 (زاد المسیر ج ٦ص ۲۹، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ١٤٠٧ھ)

21 (الجامع لاحکام القرآن جز ۱۲ص ٢٦٢)

22 (تنزیہہ الشریعۃ المرفوعۃ ج ۱ص 337، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ١٤٠١ھ)

23 (تفسیر امام ابن ابی حاتم رقم الحدیث: ١٤٨١٩)

24 (لطائف الاشارات ج ۲ص 376 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ١٤٢٠ھ)

25 (معالم التنزیل ج ۳ص ٤٣٣ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ١٤٢٠ھ)

26 (جامع البیان رقم الحدیث: ۱۹۹۱۱، تفسیر امام ابن ابی حاتم رقم الحدیث: ١٤٨٢٤ ١٢ النکت والعین ج ٤ص 128)

27 (جامع البیان رقم الحدیث: ۱۹۹۱۲ تفسیر امام ابن ابی حاتم رقم الحدیث: ١٤٩٢٦ ١ النکت والعیون للماوردی ج ٤ص 128)

28 (تفسیر کبیر ج ۸ص ٤٢٥ تفسیر الجامع لاحکام القرآن جز ۲ ۃص 298 تفسیر بیضاوی مع الخفاجی ج ۷ص 93 الوسیط ج ۳ص 331 تفسیر ابن کثیر ج ۳ص 339، الدالمنثور ج ٦ص 211 روح المعانی جز 18ص 329 البحر المحیط ج ۸ص ۷۵ الکشاف ج ۳ص ٢٦٥ فتح القدیر ج ٤ص 78 فتح البیان ج ٤ص 625

تفسیر الخازن ج ۳ ص 365 تفسیر المدارک علی ھامش الخازن ج ۳ ص 365)

[29] (النکت والعیون ج ٤ ص 128 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[30] (الکشاف ج ۳ ص ٢٦٥ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ١٤١٧ھ)

[31] (تفسیر کبیر ج ۸ ص 425 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ١٤١٥ھ)

References

1. Al-Nur: 02.
2. Musnad al-Rabi' ibn Habib, vol. A, p. 60, Arab Culture Library, Beirut.
3. Sahih Ibn Hibban, Hadith No.: 2072, Resources of Thirst, Hadith No.: 195, Al-Habir's Summary of Hadith No.: 566, Musannaf Abd al-Razzaq, Hadith No.: 766, 1771.
4. Sahih Muslim, Hadith No.: 560, Sunan Abu Dawud, Hadith No.: 89, Explanation of the Sunnah, Hadith No.: 802, Ibn Asakir's History of Damascus, vol. 34, p. 164, printed by Dar Ihya' al-Turath al-Arabi, Beirut, 1421 AH.
5. Mukhtar Al-Sihah 170, Al-Nihayah, vol. 2, p. 284, Al-Mufradat, vol. A, p. 284.
6. Dustour Al-Ulama', vol. 2, p. 113, printed by Dar Al-Kutub Al-Ilmiyya, Beirut, 1421.
7. Taj Al-Arous, vol. 10, p. 165, printed by Al-Matba'a Al-Khairiyah Misr, 1306 AH.
8. Badaa'i' al-Sana'i', vol. 7, p. 33) Alama Ibn Hammam, no definition. (Fath al-Qadir, vol. 7, p. 33, Sahar.
9. Al-Nur: 03.
10. Sunan Abu Dawud, Hadith No.: 2052, Al-Mustadrak, vol. 2, p. 266, Musnad Ahmad, vol. 2, 324, Kanz Al-Ummal, Hadith No.: 44297.
11. Al-Nur: 32.
12. Al-Jami' Al-Ahkam Al-Qur'an, vol. 12, p. 157, 156, summary, published by Dar Al-Fikr, Beirut, 1415 AH.
13. Al-Nur: 04.
14. Taj al-Arous 6, p. 217, Egypt.
15. Al-Bahr Al-Raiq, vol. 5, s. 30.29, Misr Publication, 1311 AH.
16. Taj Al-Arous, vol. 9, p. 335, 334.
17. Umda al-Qari, vol. 20, p. 290.
18. Al-Nur: 22.
19. Jami' al-Bayan, vol. 18, p. 137, 136, Dar Al-Fikr, Beirut, 1415 AH.
20. The path increased. Part 6, p. 29, published by the Islamic Library of Beirut, 1407 AH.
21. Al-Jami' li-Ahkam Al-Qur'an, vol. 12, p. 262.
22. Tanziyah Al-Thari'ah Al-Marfu'ah, vol. 1, p. 337, published by Dar Al-Kutub Al-Ilmiyya, Beirut, 1401 AH.
23. Interpretation of Imam Ibn Abi Hatim, Hadith No.: 14819.
24. Lataif Al-Isharaat, vol. 2, p. 376, printed by Dar Al-Kutub Al-Ilmiyya, Beirut, 1420.
25. Ma'alim al-Tanzeel, vol. 3, p. 433, published by Dar Ihya' al-Turath al-Arabi, Beirut, 1420 AH.
26. Jami' al-Bayan, Hadith No.: 19911, Tafsir Imam Ibn Abi Hatim, Hadith No.: 124824, Al-Nukat wal-Ain, vol. 4, p. 128.
27. Jami' al-Bayan Hadith No.: 19912 Tafsir of Imam Ibn Abi Hatim Hadith No.: 14926 An-Nukat wa'l-Uyun by al-Mawardi, Vol. 4, p. 128.
28. Kabir Tafsir 8, p. 425 Tafsir al-Jami' li Ahkam al-Qur'an, Part 2, p. 298 Tafsir Baydawi with al-Khafaji, Vol. 7, p. 93 Al-Wasit, Vol. 3 Page 331 Ibn Kathir's Interpretation, Vol. 3, p. 339, Al-Dalmanthur, Vol. 6, p. 211, Ruh Al-Ma'ani, Part 18, p. 329, Al-Bahr Al-Muheet, Vol. 8, p. 75, Al-Kashaf, Vol. 3, p. 265, Fath Al-Qadir, Vol. 4, p. 78, Fath Al-Bayan, Vol. 4, p. 625, Al-Khazin's

Interpretation, Vol. 3, p. 365 Interpretation of Al-Madarik on the margin of Al-Khazin, Vol. 3, p. 365.

29. Al-Nukat wa Al-Uyoun, vol. 4, p. 128, printed by Dar Al-Kutub Al-Ilmiyya, Beirut.
30. Al-Kashaaf, vol. 3, p. 265, published by Dar Ihya' al-Turath al-Arabi, Beirut, 1417 AH.
31. Tafsir Kabirj 8, p. 425, published by Dar Ihya' al-Turath al-Arabi, Beirut, 1415 AH.